

اولاد کی تربیت میں محبت کا کردار

<"xml encoding="UTF-8?>

مقدمہ

انسان محبت اور توجہ کا بھوکا ہوتا ہے۔ محبت اور توجہ دلوں کو حیات بخشتی ہے۔ جو انسان خود کو پسند کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے پسند کریں۔ محبت و چاہت انسان کو شادمان اور خوشحال کرتی ہے۔ محبت ایک ایسا جزبہ ہے جو استاد و شاگرد دونوں کے دلوں پر مساوی طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر انسان کسی کو چاہتا نہیں ہوگا، پسند نہیں کرتا ہوگا تو اس کی تربیت کیسے کر سکتا ہے۔ تربیت اولاد میں محبت کا کردار بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

محبت،

استاد و شاگرد کے درمیان ارتباط برقرار کرنے میں نہایت اہم اور کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ بہترین رابطہ وہ ہے جس کی اساس اور بنیاد محبت پر ہو اس لیے کہ یہ ایک فطری اور طبیعی راستہ ہے اس کے علاوہ دوسرا تمام راستے، جن کی بنیاد زور زبردستی اور بناوٹ وغیرہ پر ہوتی ہے، وہ سب غیر طبیعی اور غیر مفید رابطے ہیں۔ بچوں کی مهمترین روانی و فطری ضرورت محبت، التفات اور توجہ حاصل کرنا ہے اور چونکہ والدین بچوں کے سب سے پہلے سر پرست اور مربی ہیں لہذا ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچوں کی اس فطری ضرورت پر خاص توجہ مبذول کریں اور انہیں جاننا چاہیے کہ یہی وہ ضرورت ہے جو ان کی تربیت کی اساس اور بنیاد کو تشکیل دیتی ہے لہذا اس ضرورت کا پورا ہونا ان کے لیے روانی و فطری سلامتی، اعتماد بہ نفس اور والدین پر اعتبار کا سبب اور ذریعہ ہونے کی ساتھ ان کی جسمانی سلامتی کا بھی باعث ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: اکثروا من قبلة اولادکم، فان لكم بكل قبلة درجة في الجنة۔ اپنے بچوں کو بوسے دو اس لیے کہ تمہارا ہر بوسہ تمہارے لیے بہشت کے ایک درجہ کو بڑھا دے گا۔ لہذا والدین کا تربیت کی بنیاد مہر و محبت پر رکھیں۔ اس لیے کہ اگر ایسا نہیں ہوگا تو وہ ارتباط جو بچوں کے رشد و کمال کا سبب بن سکتا ہے، برقرار نہیں ہو سکے گا اور صحیح طرح سے تربیت نہیں ہو سکی گی جب کہ اگر والدین کا سلوک تندی و سختی لیے ہوئے ہوگا تو وہ بچے کی روحی و روانی ریخت و شکست کا سبب ہو جائے گا اور وہ بے راہ روی کا شکار ہو جائے گا۔

محبت کی اہمیت و ضرورت

محبت لوگوں میں میل ملáp اور یکجہتی کا سبب ہے۔ اگر محبت کا جزبہ نہ ہوتا تو لوگوں میں انس و محبت نہ ہوتی، کوئی بھی انسان کسی دوسرے کی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہ ہوتا اور ایثار و قربانی جیسے لفظوں کا وجود نہ ہوتا۔

محبت و الفت پیدا کرنے والے کام تمام انسانوں کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ خاص طور پر تعلیمی و تربیتی اداروں

کے لیے، اس لیے کہ محبت ہی ایسی شی ہے جو جسم و روح کی سلامتی کے ساتھ ساتھ انسان کی اخلاقی براءیوں اور کمزوریوں کی اصلاح اور بہبود روابط کا ذریعہ بنتی ہے۔

خداوند عالم نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی محبت کا ذکر فرمایا ہے:

فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَقِينَ (سورہ آل عمران آیہ ۶۷) اللہ منقین کو دوست رکھتا ہے۔

فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (سورہ آل عمران آیہ ۱۳۸) اللہ نیک عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

انسانوں سے رابطہ کی زبان، خاص طور پر بچوں سے رابطہ کی زبان محبت ہونی چاہیے۔ غصہ و تندی و سختی سے کسی کی تربیت نہیں کی جا سکتی۔

تربیت میں محبت کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ محبت، اطاعت سکھاتی ہے اور محبت والے ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **وَالْمَرءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ**. انسان اس کا ساتھ دیتا ہے جسے پسند کرتا ہے۔

محبت و اطاعت میں معیت (ساتھ رینا) کا رابطہ پایا جاتا ہے، محبت کے ظہور کے ساتھ اطاعت و ہماراپ کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر بچے کے دل میں والدین کی محبت بیٹھ گئی تو بچہ ان کا مطیع و فرمان بردار بن جائے گا اور اس کے اوپر جو ذمہ داریاں ڈالی جائیں گی وہ ان سے نافرمانی نہیں کرے گا۔

محبت، بچوں کی ذہنی نشو و نما اور روحی تعادل کے مهم اسباب میں سے ہے۔ ان کی ذاتی خوبیاں اور سلوک کافی حد تک محبت کی مربون منت ہیں جو انہیں اس تربیت کے دوران ملی ہے، گھر کی محبت بھری فضا اور محبت سے مملو ماحول بچوں میں نرم جذبات اور فضائل کے رشد کا سبب ہے جو بچے محبت بھرے ماحول میں تربیت پاتے ہیں وہ کمال تک پہنچتے ہیں، اچھتے ڈھنگ سے سیکھتے ہیں اور دوسروں سے محبت کرتے ہیں اور سماج و معاشرہ میں بہتر انسانی اقدار کے حامل ہوتے ہیں۔ مہر و محبت بی ہے کہ جو زندگی کو پر لطف اور با معنا بنتی ہے اور بچوں کی استعداد کی شکگوفاءی اور ظہور کا سبب بنتی ہیں اور اس میں سعی و کوشش اور تخلیقی صلاحیتیں پیدا کرتی ہیں۔

محبت کی بنیاد، بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کرنا، بنیادی انسانی اور اسلامی طریقوں میں سے ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور ان سے اچھا سلوک کرتے تھے اور ہمیشہ فرماتے تھے:

احبوا الصبيان وارحموهם .

بچوں سے محبت کرو اور ان کے ساتھ الفت و محبت سے پیش آو۔

والدین کو چاہیے کہ وہ قلبی طور پر اپنے عمل سے بچوں کو یہ یقین دلاعیں کہ وہ انہیں دوست رکھتے ہیں، ان کی یہ بات بچوں پر مثبت اثر ڈالے گی اور کچھ ہی عرصہ میں اس کا نتیجہ سامنے آجائے گا۔

والدین، بچوں میں ایسی تبدیلی لانا چاہتے ہیں جو ان کی ذات کو تعمیر کرے اور مخصوص اعتقادات ان کے اندر جنم لیں تو ظاہر ہے کہ یہ کام بغیر محبت اور دوستی کے کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ جس کا مقصد انہیں رشد و کمال کی طرف لے جانا ہے۔

بچوں میں محبت کی ضرورت

انسان طبیعی اور فطری طور پر محبت کا طلب گار ہوتا ہے اور محبت ایک ایسی منفرد چیز ہے جس سے اسے

اسیر کیا جس سکتا ہے اور بلندی کی طرف کی جایا جا سکتا ہے۔ محبت، نفس کی تربیت اور سخت دلوں کی نرمی کا ذریعہ ہے۔ اس لیے کہ محبت ہی ہے جس سے کسی دوسرے انسان کے دل و دماغ کو مسخر اور فتح کیا جا سکتا ہے اور اس کے دل کو اپنے قابو میں کیا جا سکتا ہے اور انہیں طغیان و بغاوت اور براءیوں سے روک کر بندگی و حق و صداقت کی طرف لے جایا جا سکتا ہے۔

بچوں، نوجوانوں یہاں تک کہ بوڑھوں کو محبت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا سبب انس، فطرت و طبیعت اور کمزوری و ضعیفی ہے۔ محبت، بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے نہایت ضروری ہے اس لیے کہ اگر وہ اپنے والدین سے محبت دیکھیں گے تو تھوڑی بہت کمیوں کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔

ماہرین علم النفس بہت سی براءیوں، کچ رویوں اور انحرافات کا سبب، محبت اور توجہ کی کمی کو قرار دیتے ہیں اور ان کا مانتا ہے کہ جب تک ان بے توجہی یا کم توجہی کا ازالہ نہ ہو جائے ان کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔

بچوں اور نوجوانوں کو بوڑھوں سے زیادہ محبت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح سے کہاں پینا ان کے لیے ضروری ہے ٹھیک اسی طرح سے محبت اور توجہ بھی ضروری ہے۔ محبت کے ساتھ ان کے عواطف و احساسات کی بخوبی و با آسانی تربیت کی جا سکتی ہے اور انہیں اچھا انسان بنایا جا سکتا ہے۔ استاد و مری ای ان کی اس ضرورت کو نظر انداز کر کے ان سے بہتر تعلقات استوار نہیں کر سکتا اور اپنا تربیتی پیغام اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ پہلے اسے بچے کا دل فتح کرنا پڑے گا تب کہیں جا کر اس کے دل و دماغ تک رسائی ممکن ہوگی۔ جب تک اسے یہ احساس نہ ہو جائے کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں وہ آپ کی بات پر کان نہیں دھرے گا۔ انسان اسیر محبت ہوتا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے: **الانسان عبید الاحسان**،

احسان و اظہار، محبت و دوستی انسان کو بندگی کی سرحد تک لے جا سکتی ہے۔

خدا وند عالم بھی اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہے اور اس کی دوستی انسان کے رشد و کمال اور اس کی ترقی کا سبب بنتی ہے اور رذائل اور براءیوں کو اس سے دور کرتی ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اپنی محبت کا ذکر کیا ہے جیسا کہ مری کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: **وَالْقِيَّةُ عَلَيْكَ مُحَبَّةٌ مِّنِي وَلَتَصْنَعَ عَلَى عَيْنِي** (سورہ طہ آیہ ۳۹)

میں نے اپنی محبت تمہارے دل میں ڈال دی تا کہ تم میری آنکھوں کے سامنے تربیت پاؤ۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا وند عالم کی محبت اس طرح سے انسان کے دل پر اثر انداز ہوتی ہے: **إِذَا أَحَبَ اللَّهُ عَبْدًا هُمْ الطَّاعَةُ وَالْقَنَاعَةُ وَفَقْهُهُ فِي الدِّينِ**۔

جب پروردگار عالم اپنے بندہ کو دوست رکھتا ہے:

۱. اپنی طاعت و فرمانبرداری اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔
۲. اسے قناعت کی توفیق عنایت کرتا ہے۔
۳. اسے دین کی عمیق فہم عطا کرتا ہے۔

ایسے والدین جو اپنے بچوں کے ساتھ دوستی اور بے تکلفی کا رشتہ بنا سکیں اور ان میں خوشی، امید اور جزے جو زندہ رکھ سکیں تو وہ اپنی تربیت میں کامیاب ہیں اور تربیت کا یہ نسخہ نہایت موثر واقع ہو سکتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

قال موسیٰ علیہ السلام یا رب ای الاعمال افضل عندک؟ قال: حب الاطفال فانی فطرتهم على توحیدی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: خدا ہا کون سا عمل تیری نزدیک افضل و برتر ہے؟ ارشاد ہوا: بچوں کو دوست رکھو اس لیے کہ میں نے انہیں اسلام اور توحید کی فطرت پر پیدا کیا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منا من لم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا

جو شخص بچوں پر مہربانی اور بڑوں کا احترام نہ کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

تربیت کی سب سے ایم اور موثر روش محبت ہے۔ محبت، جاذبیت، کشش اور مقصد پیدا کرتی ہے اور طاغی و باگی انسانوں کو رام کر دیتی ہے اور گھر کے نالایق و نافرمان بچوں کو آرام اور سکون بخشتی ہے۔ بچے گھروں میں قانون اور رعایتوں سے زیادہ محبت و عطوفت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں اور ان کی روح کی سلامتی و سعادت مندی کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب گھر کی فضا اور ماحول میں الفت و عطوفت، مہر و محبت قائم و استوار ہو لہذا اگر والدین بچوں کی اس ضرورت ہر قادر نہ ہوں تو ان کے یہاں احساس کمتری پیدا ہو جائے گا جو انہیں آگئے جا کر فردی و معاشرتی زندگی میں مشکلوں سے دچار کرے گا۔

گھر کے ماحول کو محبت سے پر ہونا چاہیے تا کہ بچوں کے لیے اس میں سعی و کوشش کی راہ ہموار ہو سکے۔ محبت، تعلیم و تربیت کے بہت سے مواضع اور مشکلات کو بر طرف کرتی ہے۔ خاص طور پر فکری و ثقافتی امور میں محبت کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ بہت سے کام ایک تبسم سے حل ہو جاتے ہیں جو بڑی بڑی کوشش اور جانفشنائی سے حل نہیں ہوتے۔

علامہ سید اسماعیل بلخی کے بقول:

دل کہ در وی عشق نبود حفره تنگ است و بس
بی محبت یک جہان هم یک نفس است و بس

مولوی کے بقول:

از محبت تلخها شیرین شود

از محبت مسها زرین شود

از محبت خارها گل می شود

از محبت سرکه هامل می شود

از محبت مردہ زنده می شود

و ز محبت شاه بندہ می شود

بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ استاد و شاگرد کے درمیان رعب و خوف کا رشتہ ہونا چاہیے تا کہ تربیت ہو سکے۔ حالانکہ وہ اس بات سے غافل ہوتے ہیں کہ اگر رعب و خوف وقتی طور پر بری عادتوں پر پرده ڈال سکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ جب تک اس کا اثر انسان پر باقی رہے گا تب تک رعب و خوف بھی باقی رہے گا اور ان کے زاءں نہ ہو نے سے تمام بڑے صفات اپنی تمام تر براءیوں کے ساتھ خود کو ظاہر کر رہے ہونگے۔

محبت کا اظہار

والدین کی اولاد سے محبت کے باب میں ایک ایم نکتہ یہ ہے کہ وہ اپنی دلی محبت پر قناعت اور اکتفا نہ کریں۔ اس لیے کہ محبت تربیت میں اس وقت موثر واقع ہو سکتی ہے جب اس کا اظہار کیا جائے اور اولاد پر ظاہر کریں کہ وہ ان سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ صرف دل سے محبت کرنا، محبت کرنے والے کے لیے تو

مفید ہو سکتی ہے مگر اس کے لیے نہیں جس سے محبت کی جا رہی ہے۔ اظہار محبت ایک ایسا نسخہ ہے جس کی تاکید اور سفارش معصومین علیہم السلام نے متعدد مقامات پر کی ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آله وسلم فرماتے ہیں:

اذا احباب احدهم اخاه فليعلم فانه اصلاح لذات البين.

اگر تم اپنے بھاءی کو دوست رکھتے ہو اس سے محبت کرتے ہو تو اس کا اسے اظہار کرو۔ اس لیے کہ یہ اظہار تمہاری محبت اور دوستی کے لیے بہتر ہے۔ ایک روز ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام کے حضور میں عرض کیا:

ان لاحب هذا الرجل فقال له ابو جعفر (ع) فاعلمه فانه ابقى للمودة و خير في الالفة.

میں فلاں سے محبت کرتا ہوں، امام (ع) نے فرمایا: اپنی اس محبت کا اس سے اظہار کرو، اس لیے کہ ایسا کرنے سے تمہارے تعلقات میں مزید استحکام پیدا ہوگا۔ لهذا والدين کو چاہیے کہ وہ مختلف طریقوں سے اپنی اولاد سے محبت کا اظہار کریں، محبت کا صرف دل میں ہونا کافی نہیں ہے۔

آگاہ اور ماہر والدین وہ ہیں جو نہایت سلیقہ سے اپنی محبت اپنے بچوں تک پہنچائیں، انہیں اپنی محبت کا احساس دلائیں۔ جب بچے یہ محسوس کریں کہ ان کے والدین ان محبت کرتے ہیں، ان کی بھلاءی چاہتے ہیں، ان کا بہتر مستقبل چاہتے ہیں اور ان کی ترقی و کامیابی کے لیے کوشان ہیں، ان کے خیر اور اچھی تربیت کے لیے بر طرح سے تیار ہیں تو وہ بھی اپنے والدین سے محبت کرنے لگیں گے، ان کی تربیتی باتوں کا اثر لیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔

محبت میں افراط و تفریط

تربیت کی راہ میں محبت کی روشن اس وقت مفید و موثر ہو سکتی ہے جب حد اعتدال سے خارج نہ ہو اور افراط و تفریط تک نہ پہنچے جبکہ عدم توجہ اور محبت کی کمی، بچوں کو غلط راہ پر ڈال دیتی ہے۔ ایسی محبت جو بچوں کے رشد و ارتقاء کا سبب بن سکتی ہے وہ محبت ہے جس میں اعتدال و واقعیت ہو، جو تکلف و تصنیع سے عاری اور ان کی عمرلوں، حالتوں سے مناسبت رکھتی ہو۔

بچوں کی ذہنی و روحی تربیت میں محبت کا کردار غذا کی طرح ہے جس طرح سے غذا کی کمی و زیادتی اس کے جسم کے اوپر مثبت و منفی اثر ڈال سکتی ہے اس طرح سے محبت و توجہ کی کمی و زیادتی اس کے دل و دماغ پر منفی اثر ڈال سکتی ہے۔

جس طرح سے گرشتہ زمانوں میں بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کے بہت سے غلط اصول و ضوابط مثلاً ان سے تحریک آمیز سلوک کرنا، انہیں سخت کاموں کے لیے ہدایت دینا، برا بھلا کہنا، گالی دینا، خلاصہ کلام یہ کہ ان کی شخصیت کو درک نہ کرنا، وغیرہ پر عمل کیا جاتا تھا جس کا نتیجہ تند خوبی و اضطراب، بدبینی، کینہ توڑی اور براءیوں کے ارتکاب کی شکل میں سامنے آتا کرتا تھا۔ عصر حاضر میں علوم کی ترقی اور علم النفس وغیرہ کی تحقیقات کے منظر عام پر آئے سے، جس کے تحت بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کی روشن میں یہ سعی کی جاتی ہے کہ ان سے محبت آمیز سلوک ہوتا کہ ان سے گرشتہ زمانوں والی براءیوں کا ارتکاب سامنے نا آئے۔ مگر والدین کے افراط اور بیجا لاد پیار سے اس طرح کی دوسری نازیبا باتیں بچوں میں جنم لینے لگتی ہیں جو ان کی غلط تربیتی روشن کا نتیجہ ہیں اور جس کے نتیجہ میں پر توقع، خود سے راضی، کمزور، جلدی ناراض ہو جانے والے بچے وجود میں آتے ہیں جو زندگی میں پیش آئے والی ہلکی سی سختی اور تنگی میں مایوسی، کینہ توڑی، ذہنی

و روانی امراض، ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں اور تعلیمی و تربیتی و معاشرتی زندگی میں شکست سے دچار ہو جاتے ہیں۔

لہذا والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو دل کی گھرائیوں سے چاہیں مگر کھلی آنکھوں کے ساتھ ان کی براءیوں پر بھی نظر رکھیں اور نہایت ہوشیاری سے ان کی اصلاح کریں۔ بے شک جنسی خواہشات اور شہوات فطری ہیں، محبت و عشق فطری ہے مگر اس کے مقابلہ میں بمارا رد عمل اور ہوشیاری دکھنا بھی ضروری ہے۔ بچوں کی جایز و نا جایز باتوں پر بغیر قید و شرط کے باں کہنا صحیح نہیں ہے، ڈانٹ بھٹکار کے بجائی پیار کرنے سے نہ صرف یہ کہ نتیجہ ٹھیک نہیں نکلے گا بلکہ ان کی شخصیت پر ایسا منفی اثر ڈالے گا کہ جس کا ازالہ ممکن نہیں ہوگا۔

محبت میں برابری و مساوات

قابل ذکر نکته اس باب میں بچوں سے مہر و محبت میں عدالت و مساوات کا خیال رکھنا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں سے محبت میں کسی طرح کی تبعیض اور فرق کے قاءل نہ ہوں، اس لیے کہ یہ کام نہ چاہتے ہوئے بھی سبب بنے گا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے احترام کے قاءل نہیں نہیں رہیں گے اور بچے گھر کے ماحول سے دور ہو جائیں گے۔

معصومین علیہم السلام کی سیرت اس سلسلہ میں بچوں میں عدالت اور مساوات کی رعایت کرنا رہی ہے، خاص طور پر وہ حضرات بچوں سے محبت میں فرق کے قاءل نہیں ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب سے محو گفتگو تھے کہ ایک بچہ بزم میں وارد ہوا اور اپنے باپ کی طرف بڑھا، جو ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا، باپ نے بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اپنے داہنے زانو پر بیٹھا لیا، تھوڑی دیر کے بعد اس کی بیٹی وارد ہوئی اور باپ کے قریب گئی، باپ نے اس کے سر پر بھی دست شفقت پھیرا اور اپنے قریب بیٹھا لیا، آنحضرت (ص) نے جب اس کے دوسرے سلوک کو ملاحظہ کیا تو فرمایا: اسے تم اپنے دوسرے زانو پر کیوں نہیں بیٹھایا؟ تو اس شخص نے بچی کو اپنے دوسرے زانو پر بیٹھا لیا تو آپ (ص) نے فرمایا: اعدلوا بین ابناءکم كما تحبون ان يعدلوا بینکم في البر و الطف۔

اپنے بچوں کے درمیان عدالت سے پیش آؤ، جس طرح سے تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے ساتھ نیکی اور محبت میں مساوات کے ساتھ سلوک کی اجائے۔ لہذا بچوں کے درمیان عدالت و مساوات کے ساتھ پیش آنا، تربیت کے مہم نکات میں سے ایک ہے، جس کی رعایت نہ کرنے سے برے آثار و نتایج برآمد ہو سکتے ہیں۔

محبت کے فواید و آثار

بچوں سے محبت کے بہت سے آثار و فواید ہیں، جن میں بعض کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے:

۱. محبت، شادابی و نشاط کا سبب ہے لہذا جو والدین اپنے بچوں سے زیادہ محبت کریں گے وہ انہیں زیادہ خوش اور مطمئن رہنے میں مدد کریں گے۔

۲. بچے اس روشن سے یہ سیکھتے ہیں کہ دوسروں سے کیسے محبت کی جائے، جو بچے محبت سے محروم رہتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ جسمی و روحی و روانی اعتبار سے مشکلوں کا شکار ہو جاتے ہیں بلکہ دوسروں سے محبت آمیز سلوک میں بھی الجھنوں سے دچار ہو جاتے ہیں اور آئندہ وہ بہتر اور مناسب سلوک سے معذور ہو جاتے

ہیں۔

۳۔ محبت سے بچوں میں اعتماد بنفس پیدا ہوتا ہے، جن بچوں میں کانفیڈینس اور اعتماد بنفس پایا جاتا ہے وہ اپنی مشکلات کے حل کے لیے دوسروں کا انتظار نہیں کرتے بلکہ اپنی بلند ہمتی اور مضبوط ارادت کے ساتھ وارد عمل ہو جاتے ہیں اور جب تک هدف اور مقصد تک نہیں پہنچ جاتے، سعی و کوشش کرتے رہتے ہیں۔

۴۔ بچوں میں کچھ کرنے کا جزبہ پیدا کرنے والے اسباب میں سے ایک اصول کلی یہ ہے کہ جو بچے محبت پاتے ہیں وہ زیادہ محنت کرتے ہیں اور محبت، تعلیم اور رشد کی خوبیوں کو درک کرتے ہیں۔

۵۔ محبت سے اولاد کی توجہ حاصل کی جا سکتی ہے جس کے نتیجہ میں اولاد والدین پر اعتماد اور اطمینان کرنے لگتی ہے اور ان کی مطیع بن جاتی ہے، اس روش سے بچوں کی تربیت کا زمینہ فراہم ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ انسان خاص طور پر بچے اور نو جوان محبت میں کشش محسوس کرتے ہیں اور خود سے محبت کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں انہیں پسند کرتے ہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:
قلوب الرجال وحشية فمن تالفها أقبلت عليه .

انسان کا قلب وحشی ہوتا ہے جو اس سے محبت کرتا ہے وہ اس کی طرف جھک جاتا ہے۔

نتیجہ:

والدین بچوں سے محبت کا اظہار کریں، بچے ان کی باتوں کو زیادہ توجہ سننے اور ماننے لگیں گے۔ والدین محبت کے ذریعہ اپنے بچوں سے زیادہ عاطفی اور قلبی تعلق خاطر بنا سکتے ہیں اور انہیں نیک اور اچھے کاموں کی طرف راغب و ماءل کر سکتے ہیں اور برٹے اور خراب کاموں سے روک سکتے ہیں اور یہی وہ راستہ ہے جو انسان کو کمال، تربیت اور بلندی کی طرف ہدایت کر سکتا ہے۔